تحقیق و تنقید

پکتھال کے ترجمۂ قرآن پر ایک نظر

پروفیسر عبدالرحیم قدوائی

برطانوی نو مسلم محمد مارماڈیوک پکتھال (۱۸۷۵ئ۔۱۹۳۶ئ) کو ۱۹۳۰ء میں انگریزی ترجمۂ قرآن مجید پیش کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے دیباچے میں عالمانہ انکساری کے ساتھ انھوں نے اپنے اس عجز کا اعتراف کیا ہے کہ وہ اپنے ترجمے میں متنِ قرآنی کے اس زور بیان، فصاحت اور دیگر اوصاف کو منتقل کرنے سے قاصر رہے ہیں، جن کے باعث عربی میں قرآن مجید کے قارئین ہر طرح کی کیفیات، بالخصوص سرخوشی اور اشک باری سے دو چار ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کا اعادہ کچھ غیر ضروری سا ہے کہ ایک پکتھال ہی پر کیا موقوف، دنیا کی کسی زبان میں کوئی بھی مترجم اپنے ترجمے میں قرآن مجید کے حسن اور تاثیر کی ادائیگی پر کبھی قادر نہیں ہوا ہے اور نہ ہو سکے گا۔ کلام اللہ کی رفعت تک انسانی ذہن کی ایسی رسائی ناممکن ہے۔ اس ضمن میں بجا طور پر یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ پھر ترجمے کی ضرورت اور افادیت کیا ہے؟ درحقیقت دعوت اور تبلیغ کے نقطۂ نظر سے اور فکری اور علمی لحاظ سے بھی قرآن مجید کے ترجمے کی بہ شمول انگریزی، اشد ضرورت ہے۔ دیارِ مغرب میں کئی نسلوں سے مقیم لاکھوں مسلمانوں کی مادری زبان اب انگریزی ہے۔ دیگر ممالک میں بھی ایسے لاکھوں مسلمان ہیں جن کے مطالعے کی زبان انگریزی ہی ہے۔ ۱۹۳۰ء میں بھی انگریزی تعلیم یافتہ طبقے کی ذہنی اور روحانی آب یاری کے لیے انگریزی ترجمہ درکار تھا، جسے توفیق الٰہی سے پکتھال نے بہ حسن و خوبی انجام دیا۔

آج ۲۰۱۷ء میں مکمل انگریزی تراجم کی تعداد ایک سو بیس (۱۲۰) سے بھی

متجاوز ہے۔ ان میں تقریباً نوے (۹۰) تراجم بحمدللہ مسلمان اہل قلم کے ہیں۔ ۱؎ البتہ ۱۹۳۰ء میں جب پکتھال نے اس کارِ عظیم کا بیڑا اٹھایا تھا، اس وقت یہ تراجم کیفیت اور کمیت دونوں اعتبار سے ناقابل ذکر اور حد درجے ناقص تھے۔ آج ان تراجم کی کثرت کے باوصف بھی پکتھال کے ترجمے کو ایک امتیازی مقام حاصل ہے۔ یہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان کا اولین معیاری انگریزی ترجمہ ہے، بلکہ معیاری اعتبار سے آج بھی یہ ایک کسوٹی ہے، جس کی روشنی میں دیگر نئے تراجم کے حسن وقبح کو جانچا اور پرکھا جاسکتا ہے، کیوں کہ یہ متن قرآن سے بہت قریب اور صحیح انگریزی کی سند کا درجہ رکھتا ہے۔

پکتھال نظام حیدر آباد میر عثمان علی، دولت آصفیہ کے شعبۂ تعلیم سے وابستہ تھے۔ نظام نے ان کو ترجمۂ قرآن کی سعادت حاصل کرنے کے لیے دو سال باتنخواہ رخصت منظور کرکے اپنے حق میں قابل رشک صدقۂ جاریہ کا انتظام کیا۔ ادب عالیہ اور اس کے سرپرستوں کے ضمن میں صاحب طرز نثر نگار مختار مسعود 'آواز دوست' میں رقم طراز ہیں:

> ''حشر کے دن بہت سے لوگ اعمال نامے ہی نہیں، کتابیں لیے ہوئے بھی کھڑے ہوں گے۔ سر سید کے ہاتھ میں مسدّس حالی کا نسخہ ہوگا، سلطان جہاں بیگم نے سیرۃ النبی کی جلدیں اٹھائی ہوں گی، حمید اللہ کے ہاتھ میں ضرب کلیم ہوگی۔ مغفرت کے بھی خدا نے کیا کیا سامان پیدا کیے ہیں''۔ ۲؎

اسی صف میں نظام حیدر آباد بھی شامل ہیں۔ ہر چند کہ پکتھال کا ترجمہ ۱۹۳۰ء میں منظر عام پر آیا، قرائن سے متبادر ہے کہ ۱۹۱۴ء میں اپنے قبول اسلام کے بعد ہی سے ان کو ایک نئے ترجمے کی ضرورت کا احساس تھا، کیوں کہ ۱۹۱۹ء کے مجلہ 'اسلامک ریویو' میں قرآن مجید پر ان کے مقالے میں بعض آیات قرآنی کا ترجمہ خود ان کا اپنا ہے۔ اسی مقالے میں انھوں نے دست یاب تراجم پر اپنے عدم اطمینان کا اظہار بھی کیا ہے۔ ۳؎

• ۱۹۳۰ء تک تین اقسام کے تراجم قرآن موجود تھے:

۱۔ مستشرقین کے گم راہ کن اور مسخ شدہ تراجم، جیسے الیگزینڈر راس (۱۶۴۹ئ) جارج سیل (۱۷۳۴ئ) جے ایم روڈویل (۱۸۶۱ئ) اور ای ایچ پالمر (۱۸۸۰ئ)۔

۲۔ قادیانی مترجمین کے اپنے برخود غلط مذہب کے ترجمان تراجم، جیسے محمد عبدالحکیم خاں (۱۹۰۵ئ) محمد علی لاہوری (۱۹۱۷ئ) اور غلام سرور (۱۹۲۰ئ)۔ غلام سرور قادیانی نہ تھے، لیکن ان کے ترجمے میں مرزا غلام احمد کا ذکر تعریف وتوصیف کے ساتھ ہے۔

۳۔ غیر معروف، کم علمی صلاحیت کے اکاّ دکاّ مسلمان مترجمین کے تراجم۔ مثلاً ابو الفضل (۱۹۱۸ئ) اور مرزا حیرت دہلوی (۱۹۱۶ئ)۔ ان صاحبان کو انگریزی زبان و بیان پر قدرت مطلق نہ تھی۔ نیک نیتی کے باوصف یہ تراجم غیر معیاری اور قارئین کے لیے بڑی حد تک بے مصرف تھے۔

ترجمۂ قرآن کرنے والے مستشرقین اسلام، قرآن مجید اور سیرۃ النبی کی صداقت کے سرے ہی سے منکر تھے۔ ان کے تراجم میں اسلام پر اعتراضات اس پر مستزاد ہیں، جن کا مقصود قارئین کو اسلام سے متنفر کرنا تھا۔ وہ اسلام کو عیسائیت کا مہمل چربہ اور قرآن مجید کو بائبل سے مستعار رسول اکرم ﷺ کی تصنیف گردانتے تھے۔ پہلے انگریز مترجم الیگزینڈر راس کے عربی سے قطعاً نابلد ہونے اور ڈی روئر کے فرانسیسی ترجمۂ قرآن مجید کو انگریزی کا قالب دینے کی تصدیق اور توثیق نو مغربی فضلاء نے بھی کی ہے۔ [۴] سیل اور روڈویل کلیسا سے باضابطہ طور پر وابستہ تھے، لہٰذا ان کے تراجم اسلام کے خلاف بغض وعناد کے آئینہ دار ہیں۔ پالمر کی عربی دانی مشکوک تھی۔ اس کی شہادت بھی ثبوت کے ساتھ ایک مغربی فاضل ہی نے دی ہے۔[۵] مستشرقین کا یہ معاندانہ رویہ ہنوز باقی ہے۔ اس کی تازہ ترین مثال ایلن جونز کا ترجمہ (۲۰۰۷ئ) ہے، جس کا واحد مقصود قرآن مجید کا استخفاف ہے۔[۶]

قادیانیت کا فتنہ پکتھال کے دور تک برگ و بار لا چکا تھا۔ محمد عبدالحکیم خاں اور محمد علی لاہوری کے تراجم میں عالم غیب اور معجزات کے خارج امکان ہونے کے ساتھ مرزا غلام احمد کے نبی ہونے کا باطل عقیدہ بھی مذکور ہے۔ بہ ظاہر مسلمانوں سے منسوب یہ تراجم غیر مسلم مستشرقین کے تراجم سے زیادہ خطرناک، بلکہ مہلک تھے کہ ان کی اصلیت سے ناواقف سادہ لوح قارئین ان کے دجل و فریب کو عین قرآن مجید کا پیغام سمجھتے اور ان کے نام سے ان کے صحیح العقیدہ مسلمان ہونے کا دھوکھا کھاتے۔ پکتھال کے ترجمے کی اشاعت سے قبل محمد علی لاہوری کا ترجمہ عام طور پر دست یاب تھا۔

جہاں تک ان دو مسلمان مترجمین ابو الفضل اور مرزا حیرت دہلوی کا تعلق ہے، ان کا جذبہ یقیناً صادق تھا۔ وہ اپنے دور کے برطانوی ہند میں عیسائی مشنریوں کے اسلام، قرآن مجید اور سیرۃ النبیؐ کے خلاف ہفوات کی تردید کے خواہاں تھے، لیکن ان دونوں کا مبلغ علم کم زور اور انگریزی زبان و بیان پر دست رس واجبی تھی۔ نتیجتاً یہ تراجم نافع نہ ثابت ہوئے۔

قرآن مجید کے حیات بخش پیغام کی کما حقہ پیش کش کی سعادت رحمت الٰہی سے پکتھال کے حصے میں آئی۔ ان کے ہاں جرأت ایمانی بھی ہے اور راسخ العقیدگی بھی۔ ان کے اسی اخلاصِ نیت کی برکت سے ان کے ترجمے کی غیر معمولی پذیرائی ہوئی۔ جلد ہی اور بار بار اس کی طباعت انگلستان اور امریکہ تک میں ہوئی۔ ان کا یہ ترجمہ ان کے دور کے روز افزوں انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ کے لیے گویا آب حیات ثابت ہوا۔ مزید برآں اس دور کے عامۃ المسلمین کے لیے ایک نومسلم انگریز اہل قلم کی یہ خدمتِ قرآنی نفسیاتی اور جذباتی لحاظ سے نہایت مسرت آفریں تھی۔ پکتھال کے اس ترجمے کی مقبولیت محض وقتی ثابت نہ ہوئی۔ اب تک یہ دو سو (۲۰۰) سے زائد مرتبہ دنیا کے گوشے گوشے سے طبع ہو چکا ہے۔ اس سے بھی اہم نکتہ یہ ہے کہ ان کا ترجمہ آئندہ مسلم فضلاء کے لیے مشعل راہ ثابت ہوا اور ان سب ہی مترجمین نے

پکتھال سے استفادے کا اعتراف کیا۔ البتہ بعض حضرات نے خراجِ تحسین کا یہ معیوب طریقہ اختیار کیا کہ پکتھال کے ترجمے کو بعینہ یا محض برائے نام تبدیلی کے ساتھ اپنے نام سے پیش کر دیا۔ مثلاً ایس وی میر احمد علی، اوزک علی، ٹرانسلیشن کمیٹی، داؤد ولیم پیچی اور مانع الجہنی وغیرہ۔ تحسین شناسی میں یہ کیسی ستم ظریفی! ۷؎

پکتھال کا ترجمہ متن قرآنی سے بہت قریب ہے۔ یہ بہ یک وقت اس کا حسن بھی ہے اور عیب بھی۔ یہ مسلّمہ امر ہے کہ ترجمہ کسی بھی کتاب کا ہو، اس کے متن کے ہو بہو ہونا چاہیے اور زیر ترجمہ جب کتاب اللہ ہو تو تقویٰ کا تقاضا ہے کہ اصلی عبارت سے سر مو انحراف نہ کیا جائے۔ پکتھال اس باب میں اتنے محتاط تھے کہ اشاعت سے قبل جامعۃ الازہر قاہرہ کے مشائخ سے اپنے مسودے کی صحت کے بارے میں سند حاصل کی۔ لیکن اس حقیقت سے بھی مفر نہیں کہ اگر ترجمہ اصل متن کے عین مطابق ہو تو اس کے نرے لفظی اور خشک ہو جانے کا خدشہ رہتا ہے اور وہ قارئین کے لیے زیادہ بامعنیٰ نہیں رہتا۔ قرآن مجید کے متن میں التفات اور محذوفات کثرت سے ہیں، جو اصل عربی میں عین حسن اور فصاحت سے عبارت ہیں، لیکن انگریزی ترجمہ میں ان کی بجنسہ منتقلی قارئین کے لیے چنداں مفید نہیں ہے، کیوں کہ ان کو مطلوب سلیس اور رواں زبان میں اصل کے معنی اور مطلب ہوتے ہیں۔ پکتھال کا ترجمہ بڑی حد تک لفظی ہے اور اسی باعث بڑی حد تک ترسیل میں مانع ہے۔ درج ذیل مثال ملاحظہ کیجیے:

> Nay, I swear by this city. And thou art an indweller of this city. And the begetter and that wich he begat. we verily have created man in atmosphere.(البلد:۱۔۴)

عام قاری کے نقطۂ نظر سے یہ ترجمہ چیستاں ہے۔ 'I'، 'this city' اور 'thou' سے کیا مراد ہے؟ 'I' کی تقلیب آخری آیت میں 'we' میں کیوں ہوگئی؟ کیا

متکلم مختلف ہیں اور ان کی تعداد کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔ "Nay"، "thou"، 'art' اور 'verily' جیسے متروکات کا استعمال اس پر مستزاد ہے۔ اس کے بالمقابل ذیل میں ایک حالیہ مترجم احمد ذکی حماد کا ان ہی آیات کا وضاحتی ترجمہ پیش ہے:

> No, indeed I swear by this sacred city of makkah, while you, O prophet, are a free dweller in this city of Makkah. Moreover, Aswear by all that begatand all that is begotten! verily truly we created man in a life of travail.

یہاں ضمائر، محذوفات، تلمیحات اور مفہوم سب واضح ہے۔ پکتھال کی اس جزوی ناکامی کا بڑا سبب یہ بھی ہے کہ انھوں نے اپنے ترجمہ میں وضاحتی حواشی کا کوئی اہتمام نہیں کیا ہے۔ اس کی وجہ سے قارئین متن قرآنی میں مذکور اشخاص، مقامات، اشیائ، تلمیحات اور بنیادی تاریخی اور جغرافیائی پس منظر سے بے خبر رہ جاتے ہیں، اس طرح قرآن مجید کے مالہ وما علیہ سے واقف نہیں ہو پاتے۔ پکتھال نے ہر سورہ کی ابتدا میں مختصر تاریخی پس منظر بیان کیا ہے، لیکن یہ قارئین کی تشفی اور رہ نمائی کے لیے کافی نہیں ہے۔ بعد کے مترجمین، مثلاً سید ابو الاعلیٰ مودودیؒ، عبد الماجد دریا بادیؒ، عبد اللہ یوسف علیؒ، ذکی حماد اور مصطفی خطاب کے ہاں مفصل اور کثیر تعداد میں حواشی کا التزام ملتا ہے، جو قرآن فہمی میں معاون ہے۔ ۸ے

پکتھال نے اپنے ترجمے کے مقدمے کے طور پر اسلامی عقائد اور سیرۃ النبیؐ کا مختصر تعارف بھی پیش کیا ہے، جو مسلم اور غیر مسلم قارئین کے لیے اہم بھی ہے اور مفید بھی۔ ہر چند کہ ان کے حواشی تعداد کے لحاظ سے برائے نام ہی ہیں، لیکن ان میں بعض پر مغز اور قابل داد ہیں۔ مثلاً قرآنی اصطلاح 'عبد' کی وضاحت، معجزات کا ثبوت، ذبیحے کا جواز، رسول اکرم کے ہاں تعدد ازدواج کی حکمت اور سیرۃ النبیؐ بہ طور

اسوۂ حسنہ۔ اس کے برعکس بعض حواشی فروگزاشتوں اور تسامحات سے داغ دار بھی ہیں۔ مثلاً سورۂ نحل کی آیت نوے (۹۰) کے ذیل میں یہ مبہم بیان کہ یہ آیت اہل سنت کے ہفتہ وار خطبے کا جزو ہے۔ یہاں خطبۂ جمعہ کی تصریح لازم تھی۔ مزید برآں، اہل تشیع کے خطبۂ جمعہ میں بھی یہ شامل ہے۔ ان کا یہ تبصرہ بھی غیر ذمہ دارانہ ہے کہ سورہ الرحمن میں مذکور چار باغات کا تعلق بہشت سے نہیں، بلکہ ان سے مراد چار ممالک، یعنی مصر، شام، عراق اور ایران پر مسلمانوں کی فتوحات ہیں۔ اسی طرح قرآنی اصطلاح 'الطارق' کی سائنسی پیرائے میں توضیح قدرے مضحکہ خیز ہے۔

اپنے ترجمے کے لیے کلام اللہ کی رفعت کے پیش نظر پکتھال نے کنگ جیمس سے منسوب بائبل میں مستعمل انگریزی محاورۂ بیان کا تتبع کیا ہے۔ ۱۹۳۰ء ہی میں یہ اسلوب نامانوس ہو چلا تھا اور اب تو یہ قطعاً متروک اور مفقود ہے۔ عام فہم انگریزی الفاظ 'You', 'are' اور 'has' کے بجائے ان کے یہاں ناقابل فہم الفاظ 'Thou', 'art' اور 'hath' بالترتیب ملتے ہیں، جو آج کے قارئین کے لیے بالکل اجنبی اور معمے سے کم نہیں۔

بعد کے بعض مسلم مترجمین نے ترجمہ کی آڑ میں جو گل کھلائے اور تفسیر بالرائے اور تفردات کا بازار گرم کیا، ان کی بہ نسبت پکتھال کی مذکورہ بالا فروگزاشتیں معمولی اور ہلکی ہیں۔ مثلاً خادم رحمن نوری، صلاح الدین پیر، ہاشم امیر علی، رشاد خلیفہ، محمد احمد مفسر، محمد اسد، احمد علی، ایم۔ اے۔ کے۔ پٹھان اور لالہ بختیار نے اپنے اپنے انداز میں مسںِ قرآنی کو اپنی آراء اور مرغوبات ذہنی کے تابع بنایا، معجزات کا انکار کیا، عصری سیاست کا قرآن مجید پر انطباق کیا اور بے لگام صنفی آزادی کو متن قرآنی سے برآمد کرنے کی جسارت کی۔[۹]

پکتھال کے ترجمے کے آخر میں قرآنی موضوعات کو محیط جامع اشاریہ محققین اور قارئین کے لیے اس اعتبار سے ایک نعمت ثابت ہوا کہ ۱۹۳۰ء میں انگریزی میں کسی موضوعاتی معجم کا وجود نہ تھا۔

غرض یہ کہ اپنی اولیت اور معیار کے لحاظ سے اس انگریز نومسلم کے ترجمہ کو آج بھی ایک سو بیس (۱۲۰) سے زائد دست یاب انگریزی تراجم میں امتیازی مقام حاصل ہے اور اللہ کی قدرت کاملہ کا یہ دل کش مظہر کہ اس نے ایک انگریز نومسلم کو یہ سعادت بخشی جس کے نتیجے میں قرآن فہمی کی راہ ہموار ہوئی۔

حواشی ومراجع

۱۔قرآن مجید کے انگریزی تراجم کی تفصیلات اور تجزیے کے لیے درج ذیل کتب کا مطالعہ مفید ہوگا۔

1. Abou Sheishaa, M.A, Muhammad, "The Translation of The Quran: A Slective Bibliography", www. quarn.org.uk/ariticles /iebquran bibliography tml.

2. Ihsanoglu Ekmeleddin, "World bibliography Translation of the Meanings of the Quran: 1515-1980. Istanbul, Turkey, OIC, RCIH, 1986.

3. Kidwai, Abdur Raheem, "Bibliography of the Translation of the meaning of the Glorious Quran into English, 1649-2002. Madina, Saudi Arabia, King Fahd Quran Printing Complex, 2007.

4. Karimi. Nia, Morteza, Bibliography of Quranic Studies in European Languages. Qum, Iran, Centre for Translation of the Holy Quran, 2012

۲۔مختار مسعود، آواز دوست، لاہور، مکتبہ النور، ۱۹۷۳ئ، ص ۱۶۱

2. Marmaduke Pickthall, " The Quran" The Islamic Review, 1991, pp 9-16

3. Matar, Nabil, "Alexander Ross and the First English

Translation of the Quran, "Muslim world 88:1, January 1998, pp, 82 and 85

4. Nykl, A.R, "Notes on E.H. Palmer's The Quran, Journal of American Oriental Society. 56, 1936, pp, 77-84

اس مقالے میں پالمر کے ترجمے میں درآئی ۶۵ سے زائد سنگین غلطیوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

5. Kidwai, Abdur Reheem, "Translating the untranslatable: A Critical guid to 60 English Translations of the Quran, New Delhi, India, Sarup Book, 2011

۷۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے مذکورہ بالا تصنیف۔

۸۔ انگریزی تراجم قرآن مجید کے تجزیے کے لیے دیکھیے:

1. Ali Muhammad Mohar, "The Quran and the Orientalists, Norwich, U.K, Jamiat Ihyaa Minhaj al-sunnah,2004

2. Hammad, Ahmad Zaki, "Representing the Quran in English", in the Gracious Quran Lisle, USA, Lucent, 2007,pp.67.68,KIdwai, Abdur Raheem Translating the untranslatable.

3. Bar-Asher, Meir M, "Variant Readings and Additions of the Imami.shi 'i to the Quran, "Israel Oriental Studies" 13 (1993), 39-74.

4. Greifenhagen, F.V, "Traduttore Traditore: "An Anylysis of the History of the English Translations of the Quran, "Islam and Christian-Muslim Relations, 3:2, (1992) pp 274-291

5. Mohammad, Khaleel, "Assessing English Translations of the Quran, "Middle East Quarterly, 12:2, (2005), pp, 59-72

6. Iqbal, Muzaffar, "Western Academia and the Quran", Muslim world Book Review, 30:1 (2009), pp, 6-18

7. Robinson, Neal, "Sectarian and Ideological Bias in Muslim Translations of the Quran", Islam and Christian- muslim Relations, 8:3, (1997) pp 261-278

۹۔ان تراجم پر مفصل تبصرے کے لیے دیکھیے:

Kidwai, Abdur Raheem, Translating the Untranslatable.

مسلمان عورت کے حقوق
اور ان پر اعتراضات کا جائزہ
(مولانا سید جلال الدین عمری)

اس کتاب میں اسلام میں عورت کے مقام و مرتبہ پر مخالفین کے اعتراضات کا علمی جائزہ لیا گیا ہے اور بہت مدلّل انداز میں ان کا رد کیا گیا ہے، ساتھ ہی اسلام کے زیر سایہ عورت کو حاصل حقوق بیان کیے گئے ہیں۔ اس میں مہر، نفقہ، تعداد ازدواج، طلاق، نفقۂ مطلقہ، خلع، حجاب، وراثت، قصاص، دیت، شہادت، خاندان کی سربراہی اور سیاسی قیادت جیسے موضوعات زیرِ بحث آئے ہیں۔ مصنف نے بہ دلائل واضح کیا ہے کہ ان تمام مسائل میں اسلام نے عورت کی مخصوص جسمانی صلاحیت و میلانات کی بھرپور رعایت ہے اور اس کے حقوق اور ذمہ داریوں میں توازن رکھا ہے۔

صفحات: ۲۴۰ قیمت ۱۰۰=/ : روپے

اس کتاب کا انگریزی ترجمہ مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز نئی دہلی نے The Rights of MuslimWomen: An Appraisal کے نام سے شائع کیا ہے۔